قسط ہفتم

میر کا سیاسی اور سماجی ماحول

جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب، استاذ تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

مغلوں کی اس پست ہمتی سے فائدہ اٹھاکر باجی راؤ نے جو ایک مرہٹہ سردار تھا۔ دہلی کے آس پاس کے علاقوں میں غارت گری شروع کر دی اور ۱۷۳۶ء (۱۱۴۹ھ) میں ایک دفعہ تو مہرولی تک لوٹ مار کرتا ہوا آگیا تھا۔ اس موقعہ پر کالکاجی کا میلہ ہو رہا تھا اور شہر کے بہت سے لوگ وہاں برائے زیارت اور تفریح جمع تھے۔ مرہٹوں نے لوٹ مار مچائی۔ وہاں سے سراسیمہ بھاگ کر تماشائیوں نے شہر میں آکر اس حادثہ کی خبر پہونچائی تو محمد شاہ اتنا گھبرایا کہ جمنا کے دہلی گھاٹ سے پندرہ سے بیس کوس تک کے گھاٹوں سے کشتیاں منگواکر قلعہ کی کھڑکی کے نیچے جمع کرا دیں تاکہ بوقت ضرورت آسانی سے فرار ہو سکیں[1]۔ شاہی امراء کے مقابلے کے خوف سے مرہٹے آگے نہ بڑھے۔ واپسی میں انہوں نے قصبہ ریواڑی اور پاٹودی کو لوٹا اور گھروں میں آگ لگادی۔ اور وہاں سے گجرات اور مالوہ کی طرف چلے گئے۔[2]

---

[1] سیر المتاخرین (اردو ترجمہ) ۲/۹۹، نیز تاریخ فرخ سیر بادشاہ (قلمی) ص ۱۹۹ - ۲۰۰، اخبار محبت (قلمی) ص ۵۵۴، مجمع الاخبار (قلمی) ص ۴۹۳ الف، عماد السعادت (قلمی) ۲۱ ب ۲۲ (الف) [2] سیر المتاخرین (فارسی) ۲/۴۷۳، مجمع الاخبار (قلمی) ۴۹۳ الف - عماد السعادت۔

مرہٹوں کے ایک حملے کا میرؔ نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ "ابھی یہ ساری بلائیں ختم نہیں ہوئی تھیں کہ خروجِ فتنہ انگیز نے ایک نیا ہنگامہ برپا کر دیا۔ عجیب افراتفری پھیل گئی۔ یعنی جنکو نامی سردار بھاری فوج لے کر دکن سے آیا اور اس کا لشکر (دہلی) کے اطراف میں خیمہ زن ہوا۔ بہتوں کے دل دہل گئے، ایک ہلڑ مچ گیا۔ امیروں کی سٹی گم ہو گئی، بادشاہ و وزیر نے اُس سے صلح کر لی۔ دتا نامی سردار کو جو اس بہادر اور جیالے جوان (جنکو) کا مدار المہام تھا، نجیب الدولہ کی طرف بھیج دیا جو جمنا کے کنارے وسطی علاقے میں قدم جمائے بیٹھا تھا۔ وہاں گھمسان کی جنگ ہوئی[۵۱]

رفتہ رفتہ مرہٹوں نے گجرات سے نارنول اور لاہور تک اپنا تسلط جما لیا اور چوتھ وصول کرنے کے لئے اپنے افسروں کو مقرر کر دیا۔ اب مرہٹوں کے زیر نگیں، بہار، بنگال، اڑیسہ اور بندیلکھنڈ کے صوبے بھی آ گئے تھے[۵۲] بنگال میں مرہٹوں نے جو ظلم و ستم توڑے اس کا حال بنگال کے ایک مشہور شاعر گنگا رام نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"برگیوں (مرہٹوں) نے دیہاتوں کو لوٹنا شروع کیا۔۔۔۔ کچھ لوگوں کے انہوں نے ہاتھ، ناک، اور کان کاٹ لیے۔ خوبصورت عورتوں کو وہ رسیوں میں باندھ کر لے گئے۔ جب ایک برگی زنا بالجبر کر چکتا تھا تو دوسرا کرتا تھا عورتیں چیخیں مارتی تھیں۔۔۔۔ انہوں نے گھروں کو آگ لگا دی اور ہر طرف لوٹ مار کرتے ہوئے گھومتے تھے[۵۳] ۱۱۷۳ھ/۱۷۵۹ء میں بھاؤ نے دہلی کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ شاہی حرم اور سرکاری

۵۱؎ میرؔ کی آپ بیتی۔ ص ۱۱۷، ۱۱۸ یہ واقعہ ۱۱۷۲ھ میں پیش آیا تھا۔ سرگزشت نجیب الدولہ ص ۱۱-۱۲ تاریخ مرہٹہ و ابدالی ص ۲۴-۲۵ ماثر الامراء ۲/۳۵۶

۵۲؎ مرہٹوں کے تسلط و اقتدار کے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے ملاحظہ ہو۔ سیر المتاخرین (فارسی) ۲/۴۶۳، ۶۴ حدیقۃ الاقالیم (قلمی) ص ۱۳۳، ماثر الامراء (فارسی) ۲/۳۵۲ تا ۳۶۰، تاریخ شاکر خانی (قلمی) ص ۱۳ الف ب خزانۂ عامرہ ص ۴۶-۴۵، اخبار محبت (قلمی) ص ۸۶ تا ۸۸ تذکرۃ الملوک (قلمی) ۱۳۲ ب۔

۵۳؎ مغلیہ سلطنت کا زوال (انگریزی) ۱/۸۶-۸۸، ۵۳؎۔

کارخانہ جات پر مرہٹے قابض ہو گئے۔[۹۱] دیوان خاص کی چھت پر لگا ہوا چاندی سونا نکلوا لیا۔ اور اس کے بدلے میں نو لاکھ روپیہ حاصل کئے۔[۹۲]

جعفر علی حسرت نے اپنے شہر آشوب میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

جواہر اور خزانہ تو سب لٹا یکسر ‏ رہیں توکس پہ یہ فرتے کے نوکر اور چاکر
رہا نہ مال بجز سنگ کوٹھوں کے اندر ‏ جو چھت تھی چاندی کی دیوان خاص بیچ زر
سو وہ وزیر نے کی خرچ بیچ کر ٹکسال[۹۳]

بھاؤ نے نارو شنکر کو قلعۂ شاہ جہاں آباد کا قلعہ دار مقرر کیا۔[۹۴] اس کی دست درازی اس حد تک بڑھ گئی کہ اس نے بزرگانِ دین کے مزاروں پر بھی ہاتھ ڈالا، اور قدم شریف، مقبرہ شیخ نظام الدین اولیاء۔ اور محمد شاہ بادشاہ کے مزاروں کے سونے چاندی کے اسباب اٹھا کر لے گیا۔[۹۵] ہندوستان میں مرہٹوں کے ظلم و ستم کا ذکر آنند رام مخلص نے شاعرانہ انداز میں یوں کیا ہے۔

بر دل ما تیرہ روزان صف مژگاں گذشت
آنچہ از فوج دکن بر ملک ہندوستاں گذشت
در چمن بر برگ گلہا نگذرد صبح از نسیم،
بر گریباں انچہ از دستم شب ہجراں گذشت[۹۶]

دہلی کے باشندوں کے دل میں مرہٹوں کا کتنا خوف پیدا ہو گیا تھا اور کس قدر ان کے لئے نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ اس کا اندازہ شاہ ولی اللہ،[۹۷] مرزا مظہر جان جاناں[۹۸]

---

۹۲ انشائے آنند رام مخلص (قلمی) ص ۵ (الف) ۹۳ نقوش (اکتوبر ۱۹۶۲ء) ص ۲۴۷۔
۹۴ سیر المتاخرین (فارسی) ص ۹۱۲/۲ ۹۵ تاریخ احمد شاہ (قلمی) ص ۳۲ ب، سیر المتاخرین (فارسی) ۱۹۲/۲
۹۶ انشائے آنند رام مخلص (قلمی) ۴ (ب) نیز ملاحظہ ہو۔ دیوان قائم چاند پوری (ق) ۱۸۸ الف تا ۱۹۹ اب
۹۷ سیاسی مکتوبات۔ ص ۴۵۔ ۴۸۔ ۹۸ کلمات طیبات۔ ص ۴۴۔ ۵۳۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی ؒ اور سلیم اللہ ؒ کی تصانیف اور ملفوظات سے ہو سکتا ہے۔

غلام علی نقوی کا بیان ہے کہ متھرا اور اکبر آباد کے مابین ایک مقام پر مرہٹوں نے مسلمان شہداء کی لاشوں کو ان کی قبروں سے کھدوا کر نکلوایا اور اُن کے دانت توڑتے اور بآواز بلند کہتے "انہیں دانتوں سے انہوں نے گائے کا گوشت کھایا تھا"[1]

اِن حالات سے مجبور ہو کر شاہ ولی اللہ نے شمالی ہندوستان کے صاحب اقتدار امراء کے اشتراک سے احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان آ کر مرہٹوں کی طاقت توڑنے کے لئے مجبور کیا۔ ان امراء میں نجیب الدولہ نے[2] بہت اہم رول ادا کیا[3] ۱۷۶۱ء میں احمد شاہ ابدالی مرہٹوں سے لڑنے کے لئے آیا، اور پانی پت کی وہ مشہور خوں ریز جنگ ہوئی جو "تیسری جنگ پانی پت" کے نام سے مشہور ہے۔ مورخوں کا کہنا ہے کہ ہندوستان کی سرزمین پر اس سے زیادہ خوفناک اور تباہ کن، جنگ کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اس میں اتنے مرہٹے مارے گئے تھے کہ بقول جادوناتھ سرکار، سارا مہاراشٹر سوگوار ہو گیا تھا[4]

جنگ پانی پت کا میر نے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔[5]

مگر چند ہی برس میں مرہٹوں نے پھر اپنا شیرازہ جمع کر لیا۔

۱۷۷۱ء میں دہلی پر دوبارہ اُن کا قبضہ ہو گیا۔[6]

مرہٹوں نے دہلی پر پوری طرح سے اپنا اقتدار جما کر شاہ عالم ثانی کو الٰہ آباد سے بلا کر دہلی کے تخت پر بٹھا دیا۔ اور شاہ عالم نے اس کے صلے میں پٹیل کو

---

[1] الفرقان (شاہ ولی اللہ نمبر) ص ۱۲۰-۱۲۱ [2] مغلیہ سلطنت کا زوال (انگریزی) ۱/۴۹-۱۰۰

[3] عماد السعادت (ق) ص ۲۳۹ (الف - ب [4] ملاحظہ ہو سرگزشت نجیب الدولہ

[5] جنگ پانی پت اور اس کے تاریخ کے لئے ملاحظہ ہو۔ سرگزشت نجیب الدولہ، بیان جنگ پانی پت از کاشی راج، منزل فتوح، تاریخ فیض بخش (از شیو پرشاد) خزانہ عامرہ، میرات احمدی، تاریخ سلطانی

مختارالسلطنت مقرر کیا۔ مرہٹوں کے تسلط کا ذکر کرتے ہوئے میر نے لکھا ہے کہ،[۱]

"چونکہ بادشاہ کے حضور میں نجف خاں کے آدمیوں میں سے جو برسر اقتدار تھے اُن میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ مرہٹے جو قریب ہی تھے، حاوی آگئے۔ اور مختار بن کر دندنانے لگے۔ بادشاہ نے تمام اختیارات مرہٹے کو سونپ دئے۔ اور نجف خاں کے آدمیوں کا زور ختم ہوگیا۔ اب اکثر معاملات میں مرہٹے ہی سے مشورہ کیا جاتا ہے، اور تمام امور اسی کی منشاء کے مطابق انجام پاتے ہیں۔ مرہٹے کی فوج بھی شاہجہاں آباد پہونچ گئی اور مشہور ہے کہ اس نے پوری طرح قبضہ جمالیا ہے .... اب مرہٹہ مالک الملک ہے۔ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ بادشاہ کو دست برداشتہ کچھ دے دیتا ہے اور جہاں چاہتا ہے اُسے لے جاتا ہے۔ چناں چہ شہر میں ایک مہینہ رہا اور پھر علی گڈھ لے گیا۔ ..... وہاں سے بادشاہ کو راجپوتوں پر چڑھا کر لے گیا۔ انہوں نے مقاومت کی، کچھ دنوں کے بعد راجپوتوں سے صلح کر کے بادشاہ شہر دہلی میں آگیا اور مرہٹہ شہر

---

[۱] نجف خاں کا مولد اصفہان تھا، چونکہ مرزا ایران کے بادشاہ سے متوسل تھا، اس لئے نادرشاہ نے اُسے قید کرلیا تھا۔ جس وقت محمد شاہ کا ایلچی نواب عزت الدولہ مرزا محسن نادر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے مرزا کی بہن سے عقد کیا تو مرزا کو خلاصی نصیب ہوئی اور وہ اپنی بہن کے ساتھ سولہ سال کی عمر میں ہندوستان آیا۔ مرزا نے کچھ دنوں تک قاسم علی خاں، نواب بنگالہ کے ہاں ملازمت کی۔ قاسم علیخاں کا جب وقت بگڑا تو مرزا منیرالدولہ کے توسط سے شاہ عالم کے دربار سے منسلک ہوگیا۔ بادشاہ کے ساتھ شاہجہاں آباد آیا اور کارنمایاں انجام دئے اور ذوالفقار الدولہ نواب نجف خاں بہادر غالب جنگ کے خطاب سے سرفراز ہوا اور بعد ازیں امیرالامرائی کے عہدہ پر سرفراز ہوا ۲۰ر اپریل ۱۷۷۸ء کو وفات پائی اور شاہ مرداں کے قریب دفن ہوا۔ مفتاح التواریخ ص ۲۵۸-۲۵۹۔

اکبر آباد میں رہ گیا۔[۵۱]

مگر انگریزوں کی روز افزوں طاقت کے سامنے ان کے قدم نہ جم سکے، دھیرے دھیرے شمالی ہند سے مرہٹوں کا تسلط از خود ختم ہوگیا۔ بعد میں یہ سارا گروہ خود بھی پراگندہ ہوکر افتراق و انتشار کا شکار رہا۔ اور مرہٹہ طاقت مختلف چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہوگئی۔

(د) روہیلے اٹھارہویں صدی کے نصف اول میں افغانوں کے مختلف قبیلے تلاش معاش میں ہندوستان آئے اور دو آبہ کے علاقوں میں بس گئے۔ ان میں سے ایک قبیلہ روہیلکھنڈ میں بریلی کے قرب وجوار میں آباد ہوا۔ داؤد خاں نامی ایک افغان سردار نے وہاں روہیلہ افغان حکومت کی بنیاد رکھی۔ ان روہیلوں نے اٹھارہویں صدی کی سیاست میں بڑا اہم رول ادا کیا۔ داؤد خاں کے انتقال (۱۷۲۱ء) کے بعد اس کا متبنّٰی علی محمد خاں جانشین ہوا۔ پہلے مرکزی حکومت نے اسے مراد آباد کی فوجداری کے عہدے پر فائز کیا۔ اس دوران میں اس نے قرب وجوار کے زمینداروں اور جاگیرداروں کو بے دخل کر کے انکے علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ اور تھوڑی ہی مدّت میں بریلی کے ضلع میں وہ ایک بڑی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اس نے آنولہ کو اپنا صدر مقام بنایا۔

اس کی بڑھتی ہوئی طاقت سے خطرہ محسوس کر کے مرکزی حکومت کے کان کھڑے ہوئے اور اسی کے استیصال کے لئے محمد صالح کو بھیجا گیا۔ اس جنگ میں علی محمد خاں کو فتح ونصرت حاصل ہوئی۔ اس واقعہ کے بعد اس کا اقتدار اور بھی زیادہ بڑھ گیا۔ دربار مغلیہ سے اسے نواب کا خطاب ملا اور نوبت بجانے کی اجازت بھی

---

[۵۱] برائے تفصیل ملاحظہ ہو، میری آپ بیتی۔ ص ۱۸۷۔ ۱۸۹۔

دے دی گئی۔[۵]

جیسا کہ لکھا جا چکا ہے، نادر شاہ کے حملے نے مرکزی حکومت کو صرف مفلوج ہی نہیں کر دیا تھا بلکہ اس کی سیاسی اور فوجی کمزوری کو نمایاں کر دیا تھا۔ اب دربار مغلیہ کی شان و شوکت سیاسی مخالفین کو حراساں اور خوف زدہ نہ کر سکتی تھی۔ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر علی محمد خاں نے اپنی حکومت سے ملحق گرد و نواح کے علاقوں پر چڑھائی کر کے ان پر تسلط جما لیا۔ مراد آباد کے نائب صوبہ دار، راجا ہرنند آروڑا کو شکست دے کر وہ مراد آباد، ہردوئی، اور بدایوں کے علاقوں پر قابض ہو گیا۔ دربار مغلیہ کے امراء آپسی عناد و نفاق کی وجہ سے اس بڑھتے ہوئے فتنے کو دبانے میں ناکامیاب رہے اور انہوں نے بادشاہ سے علی محمد خاں کو کٹیہر کے علاقے کا جو بعد میں روہیلکھنڈ کہلایا، قانونی گورنر مقرر کرا دیا، مختصر یہ کہ سنہ ۱۷۴۰ء میں بدایوں، بریلی اور مراد آباد پر علی محمد خاں کا قبضہ تھا۔

۱۷۴۱ء اور ۱۷۴۸ء کے درمیانی وقفہ میں اس نے پیلی بھیت، کمایوں، اور بجنور پر بھی قبضہ کر لیا۔ نادر شاہ کی فوج کشی کی وجہ سے قندھار سے سیکڑوں کی تعداد میں افغانوں نے آ کر علی محمد خاں کے ہاں ملازمت کر لی تھی۔ اس وجہ سے ۱۷۴۲ء میں اس کے پاس تیس چالیس ہزار کی ایک بڑی فوج تھی۔

صفدر جنگ، میر آتش کے اکسانے پر محمد شاہ بادشاہ نے ۱۷۴۵ء میں روہیلکھنڈ پر حملہ کر دیا، بنگڈھ کے مقام پر شاہی فوج اور علی محمد خاں کی فوج میں تصادم ہوا۔ موسم برسات کی وجہ سے رسد پہونچنے میں رکاوٹیں پیدا ہوئیں، لہٰذا وزیر الممالک نظام الملک آصف جاہ کے مشورہ پر محمد شاہ نے روہیلہ سردار سے صلح کر لی اور علی محمد خاں

---

۵ سیر المتاخرین (فارسی) ج ۲۔ ص ۹۲۔

کو سرہند کی فوجداری تفویض ہوئی۔ سلہ

۱۷۴۸ء میں احمد شاہ ابدالی کے حملہ کی خبر سنتے ہی علی محمد خاں سرہند سے روہیلکھنڈ واپس چلا آیا اور ازسرنو اپنے علاقہ پر قبضہ حاصل کیا۔ اسی زمانے میں محمد شاہ بادشاہ فوت ہوا اور ملک میں بدامنی اور بدنظمی پھیل گئی۔ ۵۲

۱۷۴۸ء میں وفات سے پہلے علی محمد خاں نے روہیلہ سرداروں کو بلاکر حکومت کا کام اُن کے سپرد کیا، کیوں کہ اس کے لڑکوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو امور ملکی و مالی کو انجام دے سکتا۔ لہٰذا حافظ رحمت خاں ۵۳ کو جانشین مقرر کیا گیا اور اسی طرح دوسرے سرداروں کو بھی عہدے تفویض ہوئے۔ ۵۴

مختصر یہ کہ علی محمد خاں کی ریاست چند امراء کے ہاتھوں میں چلی گئی اور آپس میں انہوں نے اس علاقے کو تقسیم کرلیا۔ حافظ رحمت خاں نے پیلی بھیت کو اپنا صدر مقام بنایا۔ اور اسی طرح دیگر امراء نے علیحدہ علیحدہ اپنے مرکز قائم کئے۔ ۵۵

قائم خان بنگش اور حافظ رحمت خان

جیسا کہ لکھا جاچکا ہے، ہندستان میں آئے ہوئے افغان قبائل میں سے ایک قبیلہ فرخ آباد میں آباد ہوا تھا۔ اس قبیلے نے محمد خان بنگش کی قیادت میں عروج حاصل کیا تھا۔ ان کی حکومت میں مین پوری، اٹہ، بدایوں کے چند پرگنے اور شاہجہاں پور کا کچھ علاقہ شامل تھا۔ ابتدائی زمانے میں محمد خان بنگش ایک

سلہ برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ سفرنامہ آنند رام مخلص۔

۵۲ سیر المتاخرین (فارسی) ج ۳۔ ص ۲۳۔ تاریخ شاکر خانی (قلمی) ص ۷۷ ب۔

۵۳ ابتدائی حالات کیلئے ملاحظہ ہو۔ حیاتِ حافظ رحمت خان۔ ص ۱۳-۱۶۔

۵۴ ملاحظہ ہو۔ حیات حافظ رحمت خان۔ ص ۳۴-۳۹۔

۵۵ سیر المتاخرین (فارسی) ج ۳۔ ص ۲۷، گل رحمت ص ۴۵، ماثر الامراء (فارسی) ج ۲۔ ص ۴۱۸ تا ۴۲۳

معمولی سردار تھا۔ لیکن فرخ سیر بادشاہ (۱۷۱۳ء۔ ۱۷۱۹ء) کے عہد میں اُس نے بڑی تیزی سے ترقی کی۔ پہلے اُسے منصب تفویض ہوا۔ بعد ازیں نواب کا خطاب ملا اور آخر میں الٰہ آباد جیسے اہم صوبہ کا اُسے صوبہ دار بنایا گیا۔ اُس کا صدر مقام فرخ آباد تھا۔ اس کے انتقال (۱۷۴۳ء) کے بعد اُس کا بڑا لڑکا قائم خاں اُس کا جانشین ہوا۔ ؎

ابوالمنصور خان صفدر جنگ کی بنگش خاندان سے دیرینہ عداوت تھی۔ وہ اس خاندان کو تباہ و برباد کرنے کے منصوبے بہت دنوں سے بنا رہا تھا۔ علاوہ ازیں وہ افغانوں میں بھی پھوٹ ڈالنا چاہتا تھا۔ آخر کار اس نے اپنی مقصد برآری کی ایک نئی ترکیب نکالی اور روہیلکھنڈ کی صوبہ داری کا فرمان بادشاہ سے لکھوا کر قائم خان کے نام بھیجدیا۔ اور یہ لکھدیا کہ اس علاقے پر تم قبضہ کرلو۔

اس زمانے میں نواب علی محمد خاں روہیلہ کا انتقال ہوچکا تھا۔ اور حافظ رحمت خان ان کے علاقے کا منتظم تھا۔ جب حافظ رحمت خان کو وزیر کی اس سازش اور قائم خان کی پیش قدمی کا علم ہوا تو انہوں نے قائم خان کو بہتیرا سمجھایا کہ وہ فتح روہیلکھنڈ کا خیال اپنے ذہن سے نکال دے اور صفدر جنگ کے بہکانے میں نہ آئے مگر صفدر جنگ کی شہ پہ قائم خان نے پیش قدمی جاری رکھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس جنگ میں وہ مارا گیا۔ (نومبر ۱۷۴۹ء) کو حافظ رحمت خان نے اسکی نعش فرخ آباد بھجوادی۔ ؎

میر کا فرخ آباد کا سفر

روہیلوں کی جنگ میں قائم خان کے مارے جانے کے بعد صفدر جنگ اس کی املاک کی ضبطی کے لئے

؎ محمد خان بنگش کے تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔ مآثر الامرا (فارسی) ج ۲۔ ص ۷۷۔

مفتاح التواریخ۔ ص ۳۴۹۔

؎ وقائع بعد از فتوحات عالمگیر (قلمی) ص ۱۵۱ (الف)۔ ۱۵۲ (الف)۔ مآثر الامرا (فارسی) ج ۲ ص ۷۷۔

حیات حافظ رحمت خان۔ ص ۴۰ تا ۴۶۔

فرخ آباد گیا۔ اسحاق خان نجم الدولہ[1] کے ہمراہ میر بھی وہاں گئے۔ میر نے صفدر جنگ اور قائم خان کے چھوٹے بھائی احمد خان کی جنگ کو بچشم خود دیکھا تھا۔ وزیر کی فوج نے منہ کی کھائی اور اسحاق خان بھی قتل ہوئے۔ اس شکست خوردہ لشکر کے ساتھ بڑی زحمتیں اٹھاکر میر دہلی واپس پہونچے۔[2] بعد ازیں از سرِ نو تیاری کر کے صفدر جنگ نے دوبارہ لشکر کشی کی اور افغانوں کو پچھاڑ کر فتح وظفر مندی کے ساتھ دربار شاہی میں حاضر ہوا۔[3]

روہیلہ سردار اور اودھ سے اُن کی کشمکش

نواب سعد اللہ خان بن علی محمد خان نے ۱۷۶۳ء میں انتقال کیا۔ اس کے بعد سرداران روہیلکھنڈ نے علی محمد خان کے کسی دوسرے لڑکے کو اپنا والی تسلیم نہ کیا، اور متفقہ طور پر انہوں نے حافظ رحمت خان کو اپنا سردار منتخب کیا اور انہیں مسندِ حکومت پر متمکن کیا۔[4]

مرہٹے اور حافظ رحمت خاں

پانی پت کی مشہور جنگ کو ختم ہوئے ابھی پورے دس سال بھی نہ گذرے تھے کہ مرہٹوں نے از سرِ نو اپنی سیاسی اور فوجی طاقت کو مستحکم کر کے اپنے کھوئے ہوئے اقتدار کو پھر سے حاصل کرنے کی جان توڑ کوششیں شروع کر دیں۔ ۱۷۷۰ء میں انہوں نے نربدا کو عبور کیا اور دوبارہ شمالی ہند کے تسخیر کی طرف متوجہ ہوئے۔

مرہٹوں نے جاٹوں کو نول سنگھ کی قیادت میں بُری طرح ہرا دیا اور بعد ازیں انہوں نے پانی پت والے اپنے اصلی دشمنوں مثلاً نواب نجیب الدولہ، احمد خاں بنگش والیٔ فرخ آباد

[1] برائے حالات ملاحظہ ہو۔ مآثر الامرا (فارسی) ج ۲۔ ص ۷۷۵-۷۷۶۔ [2] میر کی آپ بیتی۔ ص ۱۰۳-۱۰۵۔
[3] میر کی آپ بیتی۔ ص ۱۰۵۔ [4] حیاتِ حافظ رحمت خان۔ ص ۱۵ تا ۲۵، وقائع بعد از وفات عالمگیر (قلمی) ص ۱۵۶
(الف) تاریخ فرخ آباد۔ (شاہ ولی اللہ) ص ۶۲ تا ۶۸۔ [5] حیات حافظ رحمت خان۔ ص ۱۲۳۔

اور حافظ رحمت خان کی طرف توجہ کی۔ وزیر عماد الملک، احمد خان بنگش اور مرہٹوں کو نجیب الدولہ پر چڑھا لے گیا۔ نجیب الدولہ شہر بند ہو گیا۔ مجبوراً نجیب الدولہ نے عماد الملک اور مرہٹوں سے صلح کر لی اور دکنی فوج رخصت کر دی گئی[1] اس کے بعد مرہٹوں نے حافظ رحمت خان کی طرف رُخ کیا۔ اُن کے درمیان جنگ ہوئی، لیکن فیصلہ کن جنگ سے پہلے ہی حافظ رحمت خان پیچھے ہٹ گئے۔ مرہٹوں نے اٹاوہ اور شکوہ آباد پر قبضہ کر لیا اور بعد میں ان کے اور حافظ رحمت خان کے درمیان ایک صلحنامہ کی رو سے یہ علاقے مرہٹوں کے سپرد کر دیئے گئے۔[2]

۱۷۷۱ء میں مرہٹوں نے شاہ عالم ثانی کو الہ آباد سے بلا کر دہلی کے تخت پر بٹھایا۔ اور اس طرح مغلیہ سلطنت کے امور ملکی میں پوری طرح سے دخیل ہو گئے۔ انہوں نے ضابطہ خان[3] کو شہر دہلی سے مار بھگایا۔ بعد ازیں مرہٹوں نے بادشاہ کو ہمراہ لے کر ضابطہ خان پر حملہ کر دیا اور بغیر جنگ کے ہی اُسے بھگا دیا۔ اُس کے اموال، و اسباب اور جائداد پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ سکرتال میں پیش آیا تھا۔[4]

بعد ازیں مرہٹوں نے روہیلکھنڈ پر یورش کی۔ علاقوں کو تباہ و برباد کیا۔ لوگوں کو

---

[1] میر کی آپ بیتی۔ ص ۱۱۴۔

[2] حیات حافظ رحمت خان۔ ص ۱۴۹ تا ۱۵۵، نیز ص ۱۵۷-۱۵۸۔

[3] ضابطہ خان، نجیب الدولہ کا لڑکا تھا۔ والد کے انتقال کے بعد اس کا جانشین ہوا۔ اور دربار شاہی سے منصب عطا ہوا۔ لیکن کچھ الزامات لگا کر اُسے معزول کر دیا گیا اور اسکی املاک ضبط کر لی گئی۔ اُس نے سرکشی کی تو شاہ عالم ثانی نے مرہٹوں کی مدد سے سکرتال پر فوج کشی کی اور اُسے دبا لیا۔ ۱۷۸۵ء میں اس کی وفات ہوئی اور اس کا لڑکا غلام قادر روہیلہ جانشین ہوا۔ یہ وہی غلام قادر تھا جس نے اپنے والد کے خون کا بدلہ لینے کے لئے شاہ عالم ثانی کو معزول اور نابینا کر دیا تھا۔

[4] منتخب التواریخ۔ ص ۳۴۵-۳۴۴-۳۵۷۔ میر کی آپ بیتی۔ ص ۱۶۰-۱۶۱

بے رحمت کیا۔ حافظ رحمت خان نے اپنی کمزوری کے سبب سے ضابطہ خان کے توسط سے شجاع الدولہ، نواب اودھ سے مدد طلب کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شجاع الدولہ نے چالیس لاکھ روپے کے عوض سرداران مرہٹہ سے مصالحت کرانے کا وعدہ کیا اور صلح نامہ کی رو سے یہ طے پایا کہ حافظ رحمت خاں وہ روپیہ شجاع الدولہ کو ادا کریں گے۔[1]

شجاع الدولہ اور حافظ رحمت کی جنگ

الہ آباد اور کوڑا کے علاقوں کو فتح کرنے کی غرض سے مرہٹوں نے کوچ کیا۔ انھوں نے حافظ رحمت خاں اور ضابطہ خاں سے اس مہم میں مدد طلب کی۔ حافظ رحمت خاں نے مرہٹوں کا ساتھ اس وجہ سے نہ دیا کہ شجاع الدولہ نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ مرہٹوں کا ساتھ نہ دیں گے تو وہ انہیں چالیس لاکھ روپے کا تمسک واپس کر دیگا۔ چناں چہ حافظ رحمت خاں نے شجاع الدولہ کا ساتھ دیا اور اس جنگ میں مرہٹوں کو منہ کی کھانی پڑی۔[2]

جب شجاع الدولہ کو مرہٹوں کی طرف سے اطمینان حاصل ہو گیا اور آئی ہوئی بلا ٹل گئی۔ تو اس نے روہیلوں کو ملیا میٹ کرنے کا قصد کیا۔ اور روہیلکھنڈ پر قبضہ حاصل کرنے کے منصوبے گانٹھنے شروع کئے۔ اس سلسلے میں اس نے انگریزوں سے بھی سانٹھ گانٹھ کر لی۔[3] بعد ازیں شجاع الدولہ نے اپنا پہلا وعدہ فراموش کر دیا۔ اور حافظ رحمت خان سے چالیس لاکھ روپے ادا کرنے کا مطالبہ کیا اور اسی بہانے سے اس پر حملہ کر دیا۔ کٹرہ میران پور میں حافظ رحمت خان اور شجاع الدولہ کے درمیان

---

[1] حیات حافظ رحمت خان۔ ص ۶۹۔۷۰، نیز ملاحظہ ہو، A History of the Reign of Shah Aulum. (1915) PP 45-46.

[2] حیات حافظ رحمت خان۔ ص ۱۸۸۔۱۹۱

[3] ملخص التواریخ۔ ص ۵۹۔۶۰۔

جنگ ہوئی، اور حافظ رحمت خاں کام آئے میرؔ نے اس واقعہ کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ

" جب جنگ اپنے شباب پر آئی تو حریف کی ساری اکڑ فوں ہوا ہوگئی۔ ادھر سے اتنے گولے برسائے گئے کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ جب زمین رحمت خان پر تنگ ہوگئی تو اس نے دیکھا کہ نہ بھاگنے کا راستہ ہے، نہ ٹکنے کا موقع، تو دل کڑا کر کے میدان جنگ میں جم گیا۔ اور دنیا سے دل ہٹا کر جان پر کھیل گیا، ایک ہی ہلّے میں روہیلوں کے ہوش و حواس اڑ گئے، جانوں پر بن گئی، بڑے بڑے دلاوروں کے چھکے پانی ہوگئے۔ ایک گولا اس (حافظ رحمت خان) کے سینے پر لگا، صفیں درہم برہم ہوگئیں اور دشمن کا سر گیند کی طرح لڑھک گیا۔" [1] اس کا سارا ملک شجاع الدولہ کے قبضے میں چلا گیا۔

نجیب الدولہ اور ضابطہ خان

نجیب الدولہ اپنے چچا بشارت خان کے ہمراہ پشاور کے علاقے سے ہندوستان وارد ہوا تھا۔ ابتدا میں لوٹ مار کا پیشہ اختیار کیا اور رفتہ رفتہ سو آدمیوں کی ایک جماعت فراہم کرلی تھی۔ لوٹ مار کے ہی سلسلے میں نجیب خان، دوندے خان کے علاقے (بسولی) میں پہونچا۔ دوندے خان نے اسے اپنے ہاں ملازم رکھ لیا۔ دو سو آدمیوں کا افسر مقرر کر دیا۔ پرگنہ دارانگر بطور جاگیر عنایت کیا اور بعد میں اپنی لڑکی سے اس کا نکاح کر دیا۔

جس زمانے میں صفدر جنگ نے احمد شاہ بادشاہ بن محمد شاہ بادشاہ کے خلاف بغاوت کی تھی اور حافظ رحمت خان سے مدد کا طالب ہوا تھا تو مؤخر الذکر چالیس ہزار سواروں کی جماعت کے ساتھ اس کی استمداد کو گئے لیکن بعد میں حافظ رحمت خان نے بادشاہ کے مقابلے میں صفدر جنگ کو مدد دینا مناسب نہ سمجھا اور اپنے علاقے کو

[1] میرؔ کی آپ بیتی ص ۱۷۲، نیز ملاحظہ ہو ملخص التواریخ۔ ص ۴۵۹۔ ۴۶۴۔

واپس چلے گئے۔ اس دوران میں احمد شاہ بادشاہ کے آدمیوں نے روہیلہ سرداروں کو طرح طرح کا لالچ دے کر اپنی طرف ملانا چاہا اور اس قوم میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش شروع کر دی۔ نجیب خان طمع میں آکر بادشاہ سے جا ملا اور حافظ رحمت خان سے اجازت لئے بغیر دہلی کے لئے روانہ ہو گیا۔ اس نے دہلی میں رہ کر صفدر جنگ کے مقابلے میں کئی معرکے سر کئے۔ جس کی وجہ سے اسے روز افزوں ترقی نصیب ہوئی۔ آخر میں بادشاہ نے اسے نجیب الدولہ کے خطاب سے سرفراز کیا اور اضلاع بجنور، سہارن پور اور میرٹھ وغیرہ بطور جاگیر عطا کئے[۵۱]

۱۷۵۷ء میں احمد شاہ ابدالی کا تیسرا حملہ ہوا، واپسی کے وقت احمد شاہ ابدالی نے نجیب الدولہ کو وزیر مملکت کے عہدہ پر فائز کیا۔ یہ خبر پا کر غازی الدین خان نے، نجیب الدولہ کو برباد کرنے کی غرض سے جاٹوں اور احمد خان بنگش کی فوج کو ساتھ لے کر دہلی پر فوج کشی کی۔ میر تقی میر نے اس یورش کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے :-

"ادھر راجا ناگرمل دکن کے سردار (مرہٹوں) سے مل گیا۔ وزیر (عماد الملک) اور احمد خاں اور اُن (مرہٹوں) کو نجیب الدولہ پر چڑھا لے گیا۔ وہ (نجیب الدولہ) شہر بند ہو گیا۔ توپ خانے کی جنگ ہوئی .... پایانِ کار نجیب الدولہ سے صلح کر لی۔ اور اسے شہر سے نکال لائے۔ وہ سہارن پور چلا گیا جو اسکی فوجداری میں تھا"[۵۲]

(باقی آئندہ)

---

۵۱ برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ سرگزشت نجیب الدولہ۔ ص ۱ - ۵ -

۵۲ میر کی آپ بیتی - ص ۱۱۴ - سرگزشت نواب نجیب الدولہ۔ ص ۶ - ۸ -